نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۱ھ الہام

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

المدیر قاضی محمد ظہور الدین اکمل
معاون مدیر حافظ جمال احمد

فی پرچہ تین پیسے

اخبار ہفتہ میں تین بار

الفضل

قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ۶ شش ماہی للعمر سہ ماہی ۲/ بیرون ہند ۸ شلنگ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۸ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۴۳ھ جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں (۲) صاحبزادہ منور احمد صاحب تاحال بیمار ہیں۔ پہلے ۱۰۴ درجہ تک بخار ہو جاتا تھا اور اب ۱۰۲ درجہ تک ہو جاتا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ انکو جلد صحت بخشے۔ (۳) حضرت ام المومنین تاحال لاہور تشریف فرما ہیں۔ (۴) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بخیریت قادیان وارد ہو گئے (۵) حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی دہلی کانفرنس سے قادیان واپس آ گئے ہیں (۶) ۳ مارچ کو ہائی سکول کی جانب سے مولوی مبارک علی صاحب کو بعد از نماز عصر ٹی پارٹی دی گئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بھی انگریزی میں تقریر فرمائی اور شام کی نماز مسجد نور میں پڑھی (۷) مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ ہائی کے سالانہ امتحانات ۱۰ و ۱۱ مارچ سے شروع ہونگے۔ نفتہائی کے طلباء کا امتحان سالانہ بھی بٹالہ میں ۱۲ مارچ کو شروع ہوگا۔ احباب

نظم

اے میرے پیارے خدا مجھ کو بچا آفات سے
اور رکھ محفوظ مجھ کو ساری بدعادات سے

دل مرا کر دے منور اور اک جلوہ دکھا
فضل و رحمت سے نکال اس بندے کو ظلمات سے

خادم دین ہدیٰ مجھ کو بنا دے اے خدا
اور حصہ بخش مجھ کو اپنی تسلیمات سے

میرا ہر ہر ذرہ کر دے احمدیت پر فدا
احمدی مجھ کو بنا احمدؐ کی ہر اک بات سے

جوش دل میں ڈالدے تبلیغ کا تا روز و شب
حق کو پہنچا کر نکالوں خلق کو بدعات سے

کرتے ہیں تکذیب جو تصدیق ہو انکو نصیب
حصہ پائیں وہ بھی تیرے فضل اور برکات سے

ہے مسیحا، محمدؐ تیرا مرسل اور نبی
تو نے اس کو ہے نوازا اپنے انعامات سے

لا چکا ہوں اُس پہ میں ایمان صدق قلب سے
جان و دل سے ہوں فدا اسپر رہ حسنات سے

ہے بہت افسوس مجھ کو تم پہ اے اعدائے دین
کیوں نہیں تم باز آتے اپنی بد حرکات سے

گالیاں دیتے ہو کیوں تم اس رسول پاک کو
کیا بگڑ سکتا ہے بتلاؤ بھلا ہفوات سے

جنگ یورپ کی جو کی تھی پیشگوئی دیکھ لی
کس طرح انکار ہو سکتا ہے اُن حالات سے

وحیٔ مولیٰ کا تو آنا ہے ضروری یاد رکھ
کیا نہیں سرسبز ہوتیں کھیتیاں برسات سے

پیشگوئی لیکھرام اور ڈوئی والی یاد کر
کس طرح پوری ہوئی حق کھل گیا ہر بات سے

لیتے ہیں کس منہ سے احمق نام احمد بیگ کا
ہو گئی مشروط جب وہ دولوں کی اموات سے

پیشگوئیاں منذرانہ جنہیں ہوتا ہے، وعید
ٹل بھی جاتی ہیں وہ اکثر حکم عالی ذات سے
لے میرے پیارے خدا ممنون ہر خادم ترا
احمدؑ مرسل ملا ہے تیرے احسانات سے

(خاکسار:۔ عبد الرحمٰن قادم احمدی گجرات پنجاب)

انسداد ارتداد کے لئے تازہ امداد

(۱) شیخ نیاز محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی۔ تین ماہ کے لئے ایک مبلغ کا خرچ دینگے۔ اور تین ماہ پہلے میدان ارتداد میں تبلیغ کر آئے ہیں
(۲) قاضی فضل حق صاحب کراچی۔ چھ ماہ کے لئے ایک مبلغ کا خرچ
(۳) ڈاکٹر حاجی خان صاحب کراچی۔ تین ماہ " " " "
(۴) حاجی الٰہ بخش صاحب محاسب انجمن احمدیہ کراچی دو ماہ " " "
(۵) مولوی عبد الکریم صاحب جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کراچی تین ماہ کے لئے بہ نفسِ نفیس جائیں گے۔
(۶) میاں رفیع الزمان صاحب کراچی۔ ۵ روپے
(۷) صوفی عبد الحکیم صاحب کراچی۔ ۵ روپے
(۸) ڈاکٹر محمد بخش صاحب کراچی ۲ " "
(۹) بابو مبارک احمد صاحب کراچی ۲ " "
(۱۰) روشن دین صاحب گھنو کے جبہ سیالکوٹ ۴۸ روپیہ کا وعدہ
(۱۱) بابو عبید اللہ صاحب سب اوورسیر نہر مالاکنڈ تین ماہ کے لئے خود تبلیغ پر جاوینگے۔ اور تین ماہ کا ایک مبلغ کا خرچ دینگے۔
(۱۲) بابو محمد خواص خان صاحب کلرک نہر ملاکنڈ۔ ۱۰ روپے
(۱۳) بابو محمد ابراہیم صاحب کلرک ڈاکخانہ مالاکنڈ۔ ۵ روپے

ناظر دفتر انسداد ارتداد قادیان

ملکانہ میں ہماری خدمات کا اعتراف

(ایک غیر احمدی کا مکتوب)

شاید آپ کو یاد ہوگا۔ کہ جس وقت آریوں کی یورش ضلع فرخ آباد کے ملکانہ راجپوتوں پر ہوئی تھی۔ اور آپ یہاں پر تشریف لائے تھے۔ اس وقت آپ سے نیاز حاصل ہوا تھا۔ میں اسوقت پڑھتا تھا، اور اس زمانہ میں یہاں پر کچھ عرصہ تک تبلیغ کا کام کیا تھا اب میں تعلیم سے فارغ ہو کر یہاں آگیا ہوں۔ اس ضلع کی حالت دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ضلع ابھی خطرہ سے پاک نہیں ہے آپ کے مشن (جماعت احمدیہ) نے جو یہاں پر کام کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ اور ہم لوگ اس احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا التماس ہے۔ کہ اگر ابھی آپ کے مشن کا کام یہاں پر جاری ہے۔ تو باعث بہتری و بہبودی اسلام ہے اور یہ کام اگر آپ تجربہ کار اشخاص کے ہاتھ میں دیویں۔ تو اچھا ہے۔ نیز ان صاحبان کی زیر نگرانی جو کہ یہاں کے مقامی حالات سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں

قابل توجہ افسران ریلوے

امرتسر پٹھان کوٹ لائن پر گورداسپور سے امرتسر تک چوتھی ٹرین کا اضافہ پبلک کے لئے بہت ہی سود مند اور آرام دہ ثابت ہوا ہے۔ اور جس کے لئے پبلک ریلوے حکام کی مشکور ہے۔ اور نیز تجویز پیش کی ہے۔ کہ اگر اس چوتھی گاڑی کے وقت میں تھوڑی سی تبدیلی کر دی جائے تو اور بھی پبلک کو آرام ملیگا۔ اور وہ یہ کہ صبح کی ٹرین جو موجودہ صورت میں امرتسر سے ۳۵ء۷ پر چلتی ہے۔ ۵۸ ڈاؤن ٹرین کے ساتھ ملا دی جاوے۔ جو کہ امرتسر ۲ء۸ پر پہنچتی ہے۔ اور سہ پہر کی گاڑی جو اب امرتسر ۳۶ء۱۹ پر پہنچتی ہے۔ ۵۹ اپ ٹرین جو امرتسر سے ۱۰ء۱۶ چلتی ہے کے ساتھ ملا دی جاوے۔ اور اس طرح حکام ریلوے کو بہت تکلیف اس کے لئے نہ کرنی پڑیگی۔ اور پبلک کو اس ذرا سی توجہ کرنے پر بہت آرام اور فائدہ پہنچ جائیگا۔

ضرورتہا

(۱) خدمتگار۔ جس کا کام سودا سلف لانا۔ مٹھی چاپی کرنا و دیگر متفرق کاروبار خانگی۔ اگر کھانا پکانا جانتا ہو۔ تو اسکو ترجیح دی جاویگی۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار ملیگی۔
(۲) ایک مالی و دو بیلدار۔ تنخواہ سترہ سے پچیس تک
(۳) ایک اردو خوان نوجوان یا دس پندرہ سال کا بچہ جس کو تعلیم بھی دی جاویگی۔ اور طریقہ تجارت بھی سکھایا جاویگا۔ عرصہ زیر تعلیم میں روٹی کپڑا اور جگہ ملیگی۔ اور بعد میں حسب لیاقت تنخواہ بھی۔
(۴) عورت خادمہ۔ جو گھر کا کام کھانا پکانا دودھ بلونا وغیرہ جانتی ہو
(۵) ایک نوجوان محنتی شخص جو چمڑوں کو اندر باہر لیجانا اور دھوپ میں پھیلانے کا کام کرے۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار
(۶) ایک قصاب جو چمڑوں کو درست کرنا اور رنگنے کا کام جانتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت۔
(۷) ایک مزدور جو گڈوں پر بوریاں لادنے اور اتارنے کا کام جانتا ہو۔

مندرجہ بالا تمام درخواستیں سکرٹری انجمن احمدیہ منٹگمری کے نام بھیجی جاویں

سب اوورسیر

(۱) ڈسٹرکٹ انجینئر ڈیرہ غازی خان کو سب اوورسیر کی ضرورت ہے تنخواہ ساٹھ روپیہ اور سائیکل الاؤنس دس روپیہ۔
(۲) ایک اوورسیر کی مسٹر ایم اے فنی بلڈنگ انجینئر ریاست الور کو ضرورت ہے۔ جو رڑکی کا سند یافتہ ہو اور تجربہ کار ہو۔ تنخواہ ایک سو بیس روپے ملیگی۔

کلرک

(۱) ایجوٹنٹ سکنڈ بٹالین ۵ پنجاب رجمنٹ جہلم کو انٹرنس پاس کی ضرورت ہے۔ تنخواہ فی الحال سپاہی کی ملیگی۔
(۲) کمانڈنگ رائل انجینئر پشاور کو ایسے کلرکوں کی ضرورت ہے جو محکمہ بارک ماسٹری کے حسابات سے واقف ہوں تنخواہ حسب لیاقت دی جاویگی۔

مدرس

(۱) پرنسپل بنارسی داس ہائی سکول انبالہ کے لئے یکم اپریل ۱۹۲۵ء سے ایک ٹرینڈ استاد کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی میں خصوصاً لائق ہو۔ تنخواہ یکصد روپیہ سے ڈیڑھ سو تک ہوگی۔
(۲) مینجر پبلک سکول ہریال ضلع راولپنڈی کو ایک ایس اے وی اور دو تازہ گریجوایٹ اور ایک منشی عالم کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ امیدواروں کی لیاقت پر ہوگا۔
(۳) منصوری میں ایک استاد کی جو لڑکے لڑکیوں کو پرائیویٹ طور پر پڑھا سکے۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ درخواست بنام سکرٹری انجمن احمدیہ۔ منصوری

اعلان

پہلا اعلان موٹر ڈرائیوری کا غلط سمجھا گیا۔ کام جاننے والے ڈرائیور درکار ہیں۔ نہ جاننے والوں کی جو درخواستیں آئی ہیں نہیں بھیجی جا سکتیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

ایک لاکھ والی تحریک — احباب بھول نہ جائیں کہ ایک لاکھ تین ماہ کے اندر اندر جمع کر دینا ہے

تصحیح — الفضل نمبر ۹۲ میں میرا نام محمد قاسم پڑھا جائے والد صاحب کا نام نتھے خان ہے۔

درخواستہائے دعا — (۱) مخالفوں کے نرغے میں ہوں۔ انکی ایذا سے حفاظت کی جائے (ثناء اللہ بڈھالاں) (۲) مقدمہ فوجداری سے خدا نجات دے۔ بیکاری دور ہو۔ (مشتاق احمد جالندھری) (۳) امتحان میں کامیاب ہو جائیں (محمد منظور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۷ مارچ ۱۹۲۵ء

فرعونی حکومت افغانستان کی جفاکاری

اور

احمدیوں کو محض مذہبی اختلاف پر سنگساری

حضرت امام جماعت احمدیہ نے جلسہ سالانہ پر جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کا اقتباس شائع کیا جاتا ہے۔ کیونکہ دو اور احمدیوں کو محض مذہبی اختلاف پر سنگسار کر کے حکومت کابل نے اپنے ظلم کو تازہ کر دیا ہے۔ تقریر کے مندرجہ ذیل حصے میں گذشتہ واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ جو طرز عمل امیر کا ہے۔ وہ مخالفین انبیاء کا ہے نہ کہ مومنوں کا۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ مذہبی اختلاف کا عذر نامعقول سمجھ کر فرعون نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ سیاسی مجرم تھے۔ ہمارا ملک دشمنوں کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ (ایڈیٹر)

حکومت کابل کا حملہ اسلام پر

مجھے اس بات کا زیادہ رنج اور غصہ نہیں۔ کہ گورنمنٹ کابل نے ہمارے آدمی کو سنگسار کر دیا ہے۔ بلکہ مجھے زیادہ تر رنج اس بات کا ہے کہ انہوں نے اپنی نادانی سے قتل مرتد کے حکم کو اسلام کی طرف منسوب کر کے اسلام کو بدنام کیوں کیا ہے۔ کیا ہندوؤں اور عیسائیوں کے اسلام پر کچھ کم حملے تھے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رحیم کریم انسان اور خدا تعالیٰ جیسے خالق مالک اور رب کی طرف انھوں نے یہ بات منسوب کر دی۔ کہ ان کا یہ حکم ہے۔ کہ جو تمہارے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھے۔ اس کو سنگسار کر دیا کرو۔ یہ خون جو انہوں نے کیا ہے۔ یہ نعمت اللہ خان کا خون نہیں بلکہ یہ اسلام کا خون ہوا ہے۔ کیونکہ نعمت اللہ خان اس ظالمانہ عقیدہ کی وجہ سے مار ڈالا گیا۔ جس کو وہ اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کی یہ تعلیم ہرگز نہیں۔

قرآن کریم کا اصولی حکم لا اکراہ فی الدین

اول تو ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصول کے طور پر یہ بیان فرما دیا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ لا اکراہ فی الدین پس یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ کہ دین کی وجہ سے کسی پر جبر اور تشدد کیا جائے۔ اگر سنگساری جبر نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک مذہبی اختلاف کی وجہ سے سنگساری کا حکم اہل اسلام کے لئے ایک انعام ہے۔ تو پھر اس انعام کو امیر کابل اور اس کے وزراء اپنے لئے بھی پسند کریں تا سمجھا جائے۔ کہ ہاں واقعہ میں وہ ایسے حکم کو حق اور راستی پر مبنی سمجھتے ہیں۔ ورنہ یہ انعام نہیں بلکہ صریح جبر ہے۔ اور جبر اسی وقت جائز ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے عقائد کے خلاف کام کرے۔ مثلاً اس کا عقیدہ ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے جانے کی سزا درست ہے۔ اور وہ اس حکم کو مانتا اور تسلیم کرتا ہے۔ تو وہ شخص چوری کرنے پر اس سزا کے لئے مجبور کیا جائیگا۔ لیکن ایک ہندو اگر چوری کرتا ہے یا ایک عیسائی چوری کا ارتکاب کرتا ہے تو چونکہ اس کے عقیدے میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں اس لئے اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائینگے۔ ان کو جو سزا دی جائیگی۔ تو وہ ان کے مذہب اور عقائد کے لحاظ سے دی جائیگی۔ اس طرح ہر مذہب کے لوگ اپنے مسلمات کے لحاظ سے مجبور کئے جا سکتے ہیں۔ یہی معنے ہیں۔ لا اکراہ فی الدین کے یہ معنے نہیں۔ کہ مذہب والے کو اس کے مسلمات اور عقائد کے لحاظ سے بھی مجبور نہ کیا جائے۔ پس ایک عیسائی یا ایک ہندو جو کہ مذہب اسلام کو جھوٹا سمجھتا ہے کسی مسلمان کا کیا حق ہے کہ وہ اس کو اسلامی سزا کے لئے مجبور کرے۔

دین میں جبر کا اصول درست ہو تو کفار بھی مومنین کو دکھ دینے میں مجرم نہیں

اگر واقعی قرآن اس مضمون سے بھرا پڑا ہے کہ اپنے خلاف عقیدہ رکھنے والوں پر جبر کرنا چاہیئے۔ تو پھر قرآن کریم میں بار بار شروع سے آخر تک کیوں موافقین اور مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے جابجا لکھا ہے۔ کہ موسیٰ کے مخالفوں نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو مذہب کے بدلنے کی وجہ سے یہ یہ دکھ دیئے۔ ابراہیم کے مخالفوں نے ابراہیم کے ساتھیوں پر مذہب بدلنے کی وجہ سے یہ یہ ظلم کئے۔ کیا نوح کے مخالفوں کے نزدیک نوح اور اسکے ساتھی مُرتد تھے یا نہ تھے۔ اور کیا ابراہیم کے مخالفوں کے نزدیک حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھی مرتد تھے یا نہ تھے اور کیا موسیٰ اور اس کے ساتھی ان کے مخالفوں کے نزدیک مرتد تھے یا نہ تھے۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے سب انبیاء کے مخالفین کے نزدیک وہ انبیاء اور ان کے ساتھی مُرتد ہی تھے۔ حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو مخالفین نے دکھ دیئے۔ تو اسی لئے کہ وہ ان کے نزدیک مُرتد تھے۔ پھر رسُول اللہ صلعم کے زمانہ کو دیکھو۔ کیا رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھی کفار کے نزدیک مُرتد تھے یا نہ تھے۔ جب مخالفین نے ان سب کو مرتد سمجھ کر ان پر ظلم اور سختی کی ہے۔ اس اصول کے ہوتے ہوئے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ اور اگر واقعہ میں قرآن میں یہی لکھا ہے۔ تو پھر ہمارا کیا حق ہے کہ ان کو کہیں کہ تم ظلم کرتے ہو۔ اگر اسلام نے یہ تعلیم دی ہے اور اگر قرآن میں یہ لکھا ہے کہ خلاف عقیدہ رکھنے والے کو مار دیا جائے۔ بلکہ سنگسار کر دیا جائے۔ تو پھر ہمیں حکومت کابل کے اس فعل پر کوئی شکایت نہ ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو دکھ دینا یا قتل کرنا ناجائز ہے۔ اور انبیاء کے مخالفین نے جو اس اصول پر ان کو اور ان کی جماعتوں کو دکھ دیئے۔ اور ان پر ظلم کئے۔ ان کا یہ فعل ناجائز تھا تو پھر ان کا یہ فعل بھی ناجائز ہے۔

اس معاملہ پر حضرت شعیب اور کفار کی گفتگو

اگر خلاف عقیدہ رکھنے والے کا قتل جائز ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ انبیاء کے مخالفین کو جابجا قرآن میں ملامت نہ کرتا۔ اور نہ ان کو ملزم قرار دیتا۔ کیونکہ جو قانون ہم دوسروں کے متعلق قائم کرتے ہیں۔ اگر وہی قانون ہمارے متعلق قائم کریں۔ تو ہمیں بھی ان کو برا کہنا جائز نہ ہو گا۔ مگر قرآن کریم میں حضرت شعیب کے ذکر میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قال الملاء الذین استکبروا من قومہ لنخرجنک یشعیب والذین اٰمنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا قال او لو کنا کارھین۔ قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد اذ نجینا اللہ منھا فما یکون لنا ان نعود فیھا الا ان یشاء اللہ ربنا وسع ربنا کل شیٔ علما علی اللہ توکلنا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اور اس آیت سے پہلے بھی آیت ہے۔ ولا تقعدوا بکل صراط توعدون وتصدون عن سبیل اللہ من اٰمن بہ وتبغونھا عوجا واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم وانظروا کیف کان عاقبۃ المفسدین۔ وان کان طائفۃ منکم اٰمنوا بالذی ارسلت بہ وطائفۃ لم یؤمنوا فاصبروا حتی یحکم اللہ بیننا وھو خیر الحاکمین۔

حضرت شعیب اپنی قوم کو فرماتے ہیں کہ اے میری قوم

کے لوگو! تم ایمان لانیوالوں کو ڈراتے ہو کہ اگر تم نے شعیب کو مانا۔ تو ہم تم کو سزا دینگے۔ اور اس طرح لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہو۔ تم یہ خیال مت کرو۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ اور تم ہمیں اسی طرح ہم پر ظلم کرتے چلے جاؤ گے۔ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ تم تھوڑے تھے۔ اور تمہارے مخالف بڑے زور اور طاقت میں تھے اور وہ جو چاہتے تھے۔ تم پر ظلم کرتے تھے۔ تم بھی اسوقت ہماری طرح کمزور تھے۔ اور تم پر ظلم کئے جاتے تھے۔ کیا تمہارے مخالفوں کا یہ فعل درست اور جائز تھا۔ اگر تم ان کے سلوک کو جائز سمجھتے ہو۔ تو پھر جو کچھ آج تم ہمارے ساتھ کر رہے ہو یہ بھی جائز ہو گا۔ لیکن تم جانتے ہو۔ خدا تعالیٰ کو ان کا یہ فعل ناپسند آیا۔ اس نے ان کو ان کے ظلموں کی وجہ سے ہٹا دیا۔ اور تمہاری قلت کو کثرت کے ساتھ بدل دیا۔ مگر آج تم بھی وہی کام کر رہے ہو۔ جو تمہارے مخالفوں نے کیا۔ اور پھر وہ اپنے ظلم کی وجہ سے نابود کئے گئے۔ تمہارا یہ طریق اچھا نہیں۔ ایمان کا معاملہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ تم اس معاملہ کو اللہ پر چھوڑ دو۔ اور صبر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ تم خدا کے فیصلے کا انتظار کرو۔ اور جو اس کا معاملہ ہے اسی کے ہاتھ میں رہنے دو۔ یہ دلیلیں ہیں۔ جو حضرت شعیبؑ نے اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کی ہیں ٭

شعیبؑ کے مخالفین احمدؑ کے مخالفین سے رحم دل تھے

لیکن بجائے اسکے کہ انکی قوم اپنے رویہ کو بدلتی۔ اُس نے یہ جواب دیا۔ کہ اے شعیب! ہم تجھ کو اور تیرے ماننے والوں کو جلاوطن کر دینگے۔ ورنہ تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ حضرت شعیبؑ کے مخالف کیسے رحم دل تھے۔ کہ وہ کہتے ہیں یا تم ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ۔ اور پھر دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ہم تم کو ملک سے نکالدینگے حضرت شعیبؑ کے کافر حضرت مسیح موعودؑ کے کافروں سے بدرجہا رحم دل تھے کہ وہ کہتے ہیں کہ یا تو تم واپس لوٹ آؤ۔ ہم تم کو توبہ کا موقعہ دیتے ہیں۔ نہیں تو پھر ہم تم کو نکالدینگے۔ یہ نہیں کہتے۔ کہ ہم تم کو سنگسار کر دینگے۔ لیکن آج حضرت مسیح موعود کے کافر کہتے ہیں۔ کہ تم کو توبہ کا موقعہ بھی نہیں دیا جا سکتا شعیبؑ کے مخالفوں نے تو یہ کہا تھا۔ کہ ہم تم کو نکالدینگے۔ مارینگے نہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کا نام لینے والوں نے یہ اخلاق دکھلائے۔ کہ انھوں نے کہا کہ احمدیوں کو صرف مارا ہی نہ جائے۔ بلکہ سنگسار کیا جائے۔

وہ مذہب نہیں جو بالاکراہ منوایا جائے

پھر حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو کہتے ہیں۔ اولو کنا کارھین کہ مذہب تو دل سے تعلق رکھتا ہے۔ تو کیا ہم دل سے تمہارے مذہب کو ناپسند کرتے ہوئے تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں۔ قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم۔ اگر ہم تمہاری سختی سے ڈر کر ایسا کریں۔ تب تو ثابت ہو جائیگا کہ یقیناً ہم جھوٹے تھے۔ اور اگر ہم سچے ہیں۔ تو پھر ہم کسی طرح بھی تمہارے مذہب کو اختیار نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ نعمت اللہ خان نے ثبوت دیدیا۔ غرض اس آیت سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مذہب میں کسی کو کسی پر جبر کرنے کی اجازت نہیں۔ ہاں کسی کو خدا کہدے کہ تو فلاں مذہب میں داخل ہو جا۔ تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن کسی انسان کو یہ جائز نہیں۔ کہ وہ کسی کو کسی مذہب میں داخل ہونے کے لئے مجبور کرے۔ حضرت شعیبؑ نے بھی اللہ پر توکل کیا۔ اور اسی سے فیصلہ چاہا تھا۔ ہم بھی اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ کہ وہی ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ اور میں بھی حضرت شعیبؑ کی طرح خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہوں۔ ربنا علیک توکلنا ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ (آمین)

فرعون اور حضرت موسےٰؑ

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ بھی ایسا ہی واقعہ ہے جیسا کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کا ہے۔ ایک بادشاہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اپنے ساحروں کا مقابلہ کروایا تھا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اس کو شکست دی تھی۔ والقی السحرۃ سٰجدین قالوا اٰمنا برب العٰلمین رب موسیٰ وھٰرون قال اٰمنتم لہٗ قبل ان اٰذن لکم ان ھٰذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منھا اھلھا فسوف تعلمون لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ساحروں کا موسیٰؑ کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ تو ان کو موسیٰ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ اور آخر کار وہ موسیٰؑ کو مان گئے۔ جس پر فرعون نے ان کو کہا کہ یہ تمہارا دھوکہ اور فریب ہے۔ تم اس چال سے ملک کا دین اور مذہب برباد کرنا چاہتے ہو۔ پس یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ ملک کا مذہب اور ہو اور تمہارا مذہب اور۔

جب کوئی حیلہ نہیں ملا تو کہدیا سیاسی جرم تھا

یہ فرعون کا وہی سیاسی الزام ہے۔ جو حکومت کابل نے بعد میں مولوی نعمت اللہ پر لگایا کہ اس کا سیاسی جرم ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ اس کا واقعہ میں سیاسی جرم ہے بھی کہ نہیں۔ اپنے نزدیک تو فرعون نے بھی موسیٰ پر ایمان لانیوالوں پر سیاسی جرم کا الزام لگایا تھا۔ مگر کیا وہ واقعہ میں سیاسی مجرم تھے اگر پانی پانی ہی ہے۔ تو پھر وہ شراب کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک میں حیران ہوں۔ کہ نعمت اللہ خان کی احمدیت سیاسی جرم کیسے ہو گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تو یہ تعلیم ہے کہ جس حکومت کے تم ماتحت رہو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کے قوانین کی مخالفت نہ کرو۔ اس تعلیم کے ماتحت اگر حکومت کابل کی انگریزوں کے ساتھ لڑائی ہوتی۔ تو نعمت اللہ کابل کی طرف سے انگریزوں کے ساتھ لڑتا۔ سیاسی مجرم تو وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے ملک کی حکومت کو مٹانا چاہتا ہے۔ تو فرعون بھی موسیٰؑ اور اس پر ایمان لانے والوں کو یہی کہتا ہے۔ کہ تم نے یہ منصوبہ کیا ہے۔ کہ تم ملک کے مالک بن جاؤ اور ہمیں ملک سے نکالدو۔ مگر سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ کیا وہ فرعون کو ملک سے نکال بھی سکتے تھے ٭

ایک تمثیل

یہ تو وہی بھیڑیئے اور بچھے والی مثال ہے کہ بھیڑیا دریا میں اوپر کی طرف سے پانی پی رہا تھا۔ بچھے نے نیچے کی طرف سے پانی پیا۔ تو وہ اسے کہنے لگا کہ تو نے میرا پانی گدلا کر دیا ہے۔ بچھے نے کہا۔ حضور میں نے تو نیچے کی طرف سے پانی پیا ہے۔ اگر گدلا ہوا بھی ہو گا۔ تو وہ نیچے بہ گیا۔ آپ کی طرف نہیں گیا۔ تب بھیڑیئے نے کہا کہ اچھا اب گستاخی کرتا ہے۔ اور پھر بچھے کو پکڑ کر مار ڈالا اور کھا گیا۔

جب دنیا نے یہ کہا۔ کہ حکومت کابل نے اختلاف مذہب کی وجہ سے ایک احمدی کو قتل کر کے ظلم کیا ہے۔ تو اب اس نے یہ کہہ دیا کہ نہیں احمدیت کی وجہ سے اس کو قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ سیاسی مجرم تھا۔ اسی طرح فرعون نے بھی موسیٰؑ کے ماننے والوں پر سیاسی جرم کا الزام لگا کر لاصلبنکم اجمعین کا حکم دیا۔ جس کے جواب میں انہوں نے کہا قالوا انا الیٰ ربنا منقلبون۔ یہ وہی جواب ہے۔ جو نعمت اللہ خان نے دیا کہ ہم مر کر خدا کی طرف ہی جائینگے۔ تم ہمارا کیا بگاڑ لوگے وما تنقم منا الا ان اٰمنا باٰیٰت ربنا لما جاءتنا ہمارا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر جرم ہے تو یہی ایک جرم ہے کہ ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں اس ایمان لانے میں کسی بادشاہ کی سزا کا خوف نہیں۔ اگر خوف ہے تو اپنے نفس کا۔ نفس کی شرارت سے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ کمزوری نہ دکھائے۔ انہوں نے بڑی بہادری کے ساتھ انکی سزاؤں رجم وغیرہ کو برداشت کیا اور دل میں ذرا خوف نہ لائے۔ انہوں نے اپنی جان درندوں کے ہاتھ میں دینی منظور کر لی۔ مگر اسلام چھوڑنا پسند نہ کیا۔ پس یقیناً حکومت کابل نے …… [illegible] فرعون کا حال ہوا۔ وہی حال ان کا بھی ہوگا ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
بمقام پھیرو چیچی بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء

عزیز القدر میاں عبدالوہاب کو خدا تعالےٰ اجر جزیل دے جمعرات کو پھیرو چیچی گئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ نوٹ کر لائے جو مرتب کر کے آج مجھے عنایت کیا۔ اور میں ہدیہ ناظرین کرام کرتا ہوں۔

(ایڈیٹر)

اللہ تعالےٰ کے نبی اور رسول سورج کی طرح ہوتے ہیں۔ جس طرح جس وقت سورج نکلتا ہے۔ اس وقت تمام ظلمتیں اور اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کے نور اور ان کی شعاعوں کے سامنے بے دینی اور اللہ تعالےٰ سے بُعد بھی دور ہو جاتا ہے۔

کسی چیز کا فائدہ اسی وقت ہوتا ہے۔ جب اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ دیکھو مکہ کے لوگوں نے آنحضرت کا انکار کیا۔ اور اس نور کو اپنے اندر داخل نہ ہونے دیا۔ مگر برخلاف اس کے مکہ سے بہت پرے مدینہ کے لوگوں کو آنحضرت کی نبوت کا سورج خود بخود منور کر گیا۔ مکہ میں بہت سے لوگ تھے۔ جنہوں نے اپنے دل کی کھڑکیاں بند کی ہوئی تھیں۔ اور وہ نہ چاہتے تھے۔ کہ یہ روشنی ہم تک پہنچے جس طرح ایک ملاح کشتی میں چھوٹے چھوٹے سوراخوں کو بند کرتا ہے۔ کہ پانی کا ایک قطرہ بھی اس میں داخل نہ ہو۔ اسی طرح وہ بھی اپنے دل کے ہر چھوٹے سے چھوٹے سوراخ کو بند کرنے کے لئے کوشش کرتے یا جس طرح ایک انسان ایک بوسیدہ کپڑے کو ذرا بھی پھٹا ہوا دیکھتا ہے۔ تو وہ اس کو پیوند لگانے میں سستی نہیں کرتا۔ یا جس طرح ایک مکان جس کی چھتیں خستہ حالی میں ہوں۔ اس میں اگر چھوٹے سے چھوٹا سوراخ بھی ہو جائے۔ تو وہ اس کو بند کرتا ہے اسی طرح مکہ کے لوگ بھی آنحضرت کے نور کو بند کرتے تھے یا جس طرح ایک شخص کی آنکھیں دکھ دے رہی ہوں۔ تو وہ کمرے کے دروازے بند کر کے طاق کے اندر گھس جاتا ہے۔ کہ سورج کی کرنیں اس تک نہ پہنچیں۔ اسی طرح مکہ والے بھی احتیاط کرتے۔ کہ کہیں یہ نور ہم تک نہ پہنچ جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تیرہ سال کی کوششوں کے بعد صرف اسی آدمی مسلمان ہو سکے۔ اور پھر ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو آپ کے ہمنشین تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ انہیں جب کسی نے آکر کہا کہ سنا خدیجہ کا خاوند پاگل ہو گیا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں نبی ہوں۔ باقی لوگوں نے جب اس بات کو سنا۔ تو وہ ہنسی اور تمسخر کرنے لگ گئے ابوبکر وہاں سے اٹھے۔ اور آنحضرت کے پاس آئے۔ اور تصدیق کے طور پر پوچھا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہاں خدا نے مجھے اپنا نبی بنایا آپ فوراً ایمان لے آئے۔ اس وقت زیادہ تر وہی لوگ ایمان لائے۔ جن کے راستہ میں کوئی روک نہیں تھی۔ یا پھر باقی وہ لوگ تھے۔ جن کے کان میں اتفاقی کوئی بات پڑ گئی۔ اور پھر وہ مجبور ہو گئے کہ مان لیں۔

مثلاً حضرت عمر گھر سے اس ارادہ سے نکلے۔ کہ آپ کو قتل کر دیں۔ راستہ میں کسی شخص نے پوچھا۔ کہ عمر کہاں جا رہے ہو۔ غصہ سے کہنے لگے۔ محمد کا فتنہ بہت بڑھ گیا ہے۔ آج اس کو قتل کر کے ہی آؤں گا۔ اس نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں اسی دین کو قبول کر چکے ہیں۔ عمر کہنے لگے۔ اچھا تو پہلے میں ان کا ہی صفایا کر لوں۔ یہ کہہ کر اسی وقت ان کے گھر روانہ ہوئے۔ اور دروازہ پر دستک دی اس وقت آپ کی بہن اور بہنوئی ایک صحابی سے قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ عمر تیز طبیعت کے آدمی ہیں۔ ممکن ہے۔ کوئی نقصان پہنچائیں۔ صحابی کو چھپا دیا۔ اور قرآن کریم کے اوراق بھی چھپا دیئے۔ اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمر اپنے بہنوئی پر جھپٹے۔ اور کہا۔ کہ تم نے مذہب تو خراب کیا تھا میری بہن کو بھی خراب کیا۔ اور اپنی بہن کو بھی زخمی کر دیا۔ بہن بولی بھائی جس بات کو سن کر ہم نے اس دین کو قبول کیا ہے تم بھی سن لو۔ آپس میں کتنی ہی دشمنی ہو۔ پھر بھی بھائیوں کو بہنوں سے محبت ہوتی ہے۔ بہن کے زخم سے خون بہتا دیکھا۔ تو شرمندگی بھی آئی۔ کہ میں نے عورت پر حملہ کیا۔ کہا اچھا سناؤ تو سہی۔ مگر بہن بولی۔ تم ناپاک ہو۔ پہلے اپنے آپ کو پاک کر لو۔ حضرت عمر نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد صحابی کو بلایا گیا۔ اور ان سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ قرآن کریم سنائیں۔ حضرت عمر نے پہلے تو تماشا کے طور پر چند آیتیں سنیں۔ تھوڑی دیر کے بعد خاموشی سے گھر سے نکل آئے۔ اور جس گھر میں آنحضرت تھے۔ وہاں پر جا کر دستک دی۔ ایک صحابی کہنے لگے۔ کہ عمر ہے کوئی فساد نہ کرے۔ حضرت حمزہ کہنے لگے کھول دو۔ اگر عمر فساد کرے گا۔ تو ہم بھی بزدل نہیں آنحضرت نے دروازہ کھولا اور پوچھا۔ کہ اے عمر یہ مخالفت کب تک رہے گی۔ حضرت عمر کہنے لگے۔ حضور ایمان لانے کے لئے ہی آیا ہوں۔ تو حضرت عمر کا ایمان لانا ایک اتفاقی بات تھی۔ کہ چند آیتیں ان کے کان میں پڑ گئیں۔ حضرت عمر دعوے سے تین سال کے بعد ایمان لائے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تین سال کے عرصہ میں ایک آیت بھی ان کے کان میں نہ پڑی تھی۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مکہ کے لوگ کس قدر بچاؤ کی کوشش کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ کے انبیاء بے شک سورج کی طرح ہوتے ہیں۔ مگر سورج کی روشنی بھی اسی وقت تک فائدہ دے سکتی ہے۔ جب اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

خدا تعالےٰ نبی اس وقت مبعوث کرتا ہے۔ جب کہ لوگوں کے دل اس قدر گندے ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کو مرض کا احساس ہی جاتا رہتا ہے۔ اور ان کی حالت اس پاگل اور مجنون شخص کی ہو جاتی ہے۔ جو اپنی مرض کے وجود کو ہی نہیں مانتا۔ اگر اس کو کہا جائے کہ تو بیمار ہے۔ تو وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ دیکھو سوتے کا جگانا آسان ہے۔ مگر جاگتے کو کون جگائے۔ ان کی مثال اس چھوٹے بچے کی ہوتی ہے۔ جو انگارے کو سرخ سمجھ کر پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب ماں باپ اسے منع کرتے ہیں۔ تو ان کو اپنا دشمن خیال کرتا ہے۔ اس بچے کا علاج تو جلدی ہو جاتا ہے۔ کہ ذرا ہوش سنبھالتا ہے۔ تو وہ اصل حقیقت سمجھ جاتا ہے مگر اس بے دین کا علاج تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ اسے تو مرنے کے بعد ہی پتا لگے گا۔ اس لئے اس کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔

اسی طرح ان لوگوں کو جنہیں خدا تعالےٰ نے حق قبول کرنے کی توفیق دی۔ ان کا بھی فرض ہے۔ کہ پوری کوشش سے اپنے بھائیوں تک بھی یہ روشنی پہنچا دیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگ صرف سچائی کو قبول کر کے بیٹھ رہتے ہیں۔ اور اس کو آگے پہنچانا اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ دیکھو اگر کوئی شخص ڈوب رہا ہے۔ اور ایک آدمی کھڑا تماشا دیکھتا رہے۔ اور اسے بچائے نہیں۔ تو لوگ اسے یہی نہیں کہیں گے۔ کہ اس نے غلطی کی۔ بلکہ اسے اس کا قاتل کہیں گے۔ اور ایسا جیسا اس نے گلا گھونٹ کر اسے مار دیا۔ جو شخص پانی میں ڈوبتا ہے۔ اس کی تو ایسی عارضی زندگی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ نیک آدمی ہو۔ اور خدا تعالےٰ اس کی اس بے وقت موت کی وجہ سے اسے جنت عطا کرے۔ مگر وہ لوگ جو حق کے قبول کرنے سے قاصر رہے۔ وہ تو اس دنیا میں بھی نامراد رہے اور آخرت میں بھی۔ اور بعض لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں۔ جو ناامید ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ کہ ایسے مخالف کس طرح مان جائیں گے۔ لیکن وہ اگر ذرا بھی اپنی سابقہ حالت پر غور کرتے۔ کہ وہ خود کیسی مخالفت کرتے رہے مگر باوجود اس کے جب ان کو حق نظر آگیا۔ تو وہ ماننے کیلئے مجبور ہو گئے۔ کسی نے ان کے دل کی کھڑکیاں توڑ کر ان کے دل میں روشنی پہنچا دی۔ افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے تجربہ کو بھول گئے

نمبر ۲ گروہ وہ ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ آپ ہی مان جائیں گے مگر وہ اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہر کام کے لئے کچھ اسباب اور تدابیر مقرر کی ہیں۔ جب تک ان سے کام نہ لیا جائے۔ کام نہیں چلتا۔

ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آرہا تھا۔ تو ایک پیر صاحب بھی میرے ساتھ گاڑی پر سوار ہوئے۔ وہ امرتسر جا رہے تھے۔ ان کو مجھ سے کچھ کام تھا۔ اس لئے وہ مجھے خوش کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کشمش لی۔ اور مجھے بھی کھانے

کو کہا۔ میں یوں بھی حضرت مسیح موعود کے ایک بلند ترین ذکر کے ساتھ کھانا پسند نہ کرتا۔ مگر اس وقت میرے پاس ایک معقول بہانہ بھی تھا۔ کہ مجھے نزلہ تھا۔ اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ تو مجھے اپنی علمیت بتانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ جب تک خدا کی مرضی نہ ہو۔ کوئی کام نہیں ہوتا۔ آپ بے شک کھائیں۔ کوئی حرج نہیں۔ میں نے جواب دیا۔ پیر صاحب آپ نے امرت سر آنا تھا۔ تو یہ ٹکٹ خریدنے کی اور گاڑی پر چڑھنے کی تکلیف کیوں گوارا کی۔ خدا کی مرضی ہوتی تو آپ خود ہی پہنچ جاتے۔ کہنے لگے۔ کچھ اسباب بھی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا بس یہی تو میں کہتا تھا کہ کشمش میں کھٹاس ہوتی ہے۔ اس لئے وہ میرے لئے نزلہ میں مضر ہو گی۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دنیا میں کوئی کام آپ ہی نہیں ہو جایا کرتا۔ اس کیلئے تدابیر اور سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بار بار تبلیغ کریں۔ دیکھو لوہار جب درا توڑتے وقت ایک ہی چوٹ مار کر بیٹھ نہیں رہتا۔ بلکہ پے در پے چوٹیں لگاتا ہے۔ آخر جندرا ٹوٹ جاتا ہے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ ہم بار بار تبلیغ کریں۔ آخر ہم اس قلعہ کو توڑ دینگے۔ پس یہ ٹھیک ہے اگر وہ غلطی پر ہیں سچے مومن اور مخلص وہ ہیں۔ جن کو خدا نے اس نعمت سے مستفیض کیا۔ وہ اوروں کو بھی پہنچا کر اپنا فرض پورا کرتے ہیں۔ کسی کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہو۔ تو کیا ہمسائے اس کو بجھانے کیلئے پوری کوشش نہیں کرتے۔ عقلمند وہ ہے۔ جو اس بے دینی کی آگ کو جو دنیا میں بھڑک رہی ہے۔ بجھانے کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔ میں نے سمجھا۔ کہ وہ لوگ کس طرح آرام کر سکتے ہیں۔ جو یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے بھائیوں کے ہمسائیوں کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور وہ اسے بجھانے نہیں جاتے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ مجنونانہ رنگ اختیار کریں۔ کیا کبھی سستی سے بھی اٹھ اٹھ کر آگ بجھا کرتی ہے۔ ایمان کی مثال کھیتی کی طرح ہوتی ہے۔ اس کو وقت پر کاٹ لینا چاہیئے۔ ورنہ یہ کھیت تباہ ہو جائے گا۔ یعنی جب بیوں کے قریب کا زمانہ گذر جاتا ہے۔ تو وہ سڑ جاتا ہے۔ دیکھو اگر بے دینی کی جڑ مضبوط ہو گئی۔ تو اس کا کاٹنا مشکل ہو جائے گا۔ جس طرح درخت کی جڑ جب مضبوط ہو جاتی ہے۔ تو اس کا اکھاڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نیا نیا انکار بھی نرم ہوتا ہے۔ اس کا انسداد آسان ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے اپنے فرائض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ اور اس کی مدد اور نصرت ہمیشہ ہمارے ساتھ ہو۔ آمین

ہمارا فرض تبلیغ

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے یہ اہتمام فرمایا ہے۔ کہ قادیان کے قرب وجوار میں حضرت مسیح موعود کا پیغام کھول کھول کر پہنچا دیا جائے۔ اسکے لئے ہفتہ وار بعض احباب وقت دے رہے ہیں۔ امید ہے دوسرے احباب بھی توجہ فرمائینگے۔ تاکہ

مکتوبات امام

(۴)

"ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا۔ کہ سر سید احمد خاں صاحب کی تحریروں میں سے کونسی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کا عقیدہ وحی کے متعلق یہ تھا۔ کہ یہ علیحدہ اور کسی دوسری ہستی کی طرف سے نہیں ہوتی۔ بلکہ خود دل سے ہی بطور خیال کے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا جواب مولوی فضل الدین صاحب وکیل نے بحکم حضرت اقدس لکھا ہے۔ وہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط محررہ ۲۱ر جنوری ۱۹۲۵ء خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ڈاک سے بغرض جواب میرے پاس آیا ہے۔ آپ نے جس مضمون کے متعلق سوال کیا ہے۔ اس مضمون پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" مطبوعہ ستمبر ۱۹۲۴ء میں مفصل بحث کی گئی ہے۔ وہاں کسی احمدی دوست سے لے کر آپ اس کتاب کے صفحہ ۷۴ تا ۸۰ کا مطالعہ فرما سکتے ہیں۔ سید صاحب کا مشہور شعر ہے ؎

زجبرئیل امیں قرآں بہ پیغامے نمے خواہم
ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم

اس شعر سے ظاہر ہے۔ کہ سید صاحب قرآن مجید کا نزول اس طریقہ سے تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ کہ خدا کا کلام الفاظ میں ہوا ہو بلکہ وہ نبی کے دلی خیالات کا نام ہی کلام الٰہی رکھتے ہیں۔ چنانچہ سید صاحب نے اپنی تفسیر القرآن جلد اول میں زیر آیت (ان کنتم فی ریب مما نزلنا) جو کچھ ارقام فرمایا ہے۔ اسمیں سے چند فقرات نقل کرتا ہوں۔ اگر آپ سید صاحب کے عقیدہ کی پوری تفصیل معلوم کرنا چاہیں۔ تو آپ ان کی تفسیر دیکھ سکتے ہیں۔ یہ فقرات صرف بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"میں نبوت کو ایک فطری چیز سمجھتا ہوں" "نبوت در حقیقت ایک فطری چیز ہے۔ جو انبیاء میں بمقتضائے ان کی فطرت کے مثل دیگر قوائے انسانی کے ہوتی ہے" "خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جس کو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبرئیل کہتے ہیں۔ اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہے" "وہ اس کا (نبی کا) دل ہی ایلچی ہے۔ جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا ہے۔ اور خدا کا پیغام لاتا ہے" "خود اس کے (نبی کے) دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے۔ اور خود اس پر نازل ہوتی ہے۔ اس کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے۔ جس کو وہ خود ہی الہام کہتا ہے۔ اس کو کوئی نہیں بلواتا۔ بلکہ وہ بولتا ہے اور خود ہی کہتا ہے" "وہ (نبی) خود اپنا کلام نفسی ان ظاہری کانوں سے اسی طرح پر سنتا ہے۔ جیسے کوئی دوسرا شخص اس سے کہہ رہا ہے" "بجز اپنے آپ کے نہ وہاں کوئی آواز ہے۔ نہ بولنے والا" "اس ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا ہے۔ جبرئیل نام ہے" "در اصل بجز ملکہ نبوت کے جس کو جبرئیل کہئے یا اور کچھ کچھ نہ تھا"

سید صاحب نے پہلے دو فقروں میں ظاہر کیا ہے کہ نبوت ایک فطری چیز مثل دیگر قوائے انسانی کے ہے۔ تیسرے فقرہ میں جبرئیل اور ناموس اکبر ملکہ نبوت کا نام رکھا ہے۔ اور جبرئیل فرشتہ کے وجود سے انکار کیا ہے۔ چھٹے فقرہ میں بتایا ہے۔ کہ نبی کا دل ہی ایلچی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی کلام لانے والا فرشتہ نہیں ہے۔ پانچویں فقرہ میں بتایا ہے۔ کہ وحی نبی کے دل سے فوارہ کی مانند اٹھتی ہے۔ اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے۔ حالانکہ جب کوئی دوسرا وجود ہی نہیں۔ تو وحی کے دل سے اٹھ کر نازل ہونے کے کیا معنی ہوئے۔ چھٹے فقرہ میں سید صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ نبی اپنا کلام اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ اور وہ مجنون کی طرح خیال کرتا ہے۔ کہ کوئی دوسرا اس سے کچھ کہہ رہا ہے حالانکہ بجز اپنے آپ کے نہ وہاں کوئی آواز ہے۔ نہ بولنے والا۔ ان تمام فقرات سے ظاہر ہے۔ کہ سید صاحب کسی ایسی کلام کے قائل نہ تھے جو نبی کے اپنے نفسی کلام کے علاوہ نبی پر باہر سے الفاظ میں نازل ہوا ہو ⁂

صوبہ متوسط میں فتنہ ارتداد

ایک صاحب اخبار الجمعیۃ میں رقمطراز ہے :۔

"میں نے شرقی خاندیس کے ارتداد زدہ قصبات و دیہات مثلاً جلگاؤں نصیر آباد۔ راندیر۔ کالمندہ۔ کیھڑی۔ ساودہ۔ ساہو کھیڑہ برہان پور تحصیل وغیرہ کا دورہ کیا۔ ان مذکورہ بالا مقامات پر سالہا سال سے ایک قوم "کوئی" آباد ہے۔ انکے آباء اجداد نو مسلم تھے۔ اہل ہنود کی ہمسائیگی نے کوئیوں کے اسوم و شعائر پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ آج اس قوم کی یہ حالت ہے۔ کہ سوائے ختنہ اور دفن اموات کے ان میں کوئی رسم اسلامی نہیں پائی جاتی۔ نکاح بھی بغیر شرکت پنڈت نہیں ہوتا۔ صرف رسماً قاضی کو بلا لیا جاتا ہے۔ ان کوئیوں کے اسماء عموماً گنپت بھگوانہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ بود و باش وضع قطع بات چیت لباس سب کچھ دیہاتی ہندوؤں کا سا ہوتا ہے۔ اگرچہ خود کو وہ علی الاعلان مسلمان کہتے ہیں۔ مگر کلمہ گو سے بیزار مسلمانوں سے متنفر ہیں۔ ان کیساتھ اکل و شرب کو پسند کرنا تو درکنار ان کے نزدیک مسلمان کا چھوا ہوا نمک اور پھینک دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ (الف) یہ قوم کسی ایک مقام یا علاقہ

جماعتہائے احمدیہ کا پروٹسٹ

کابل کے مظالم پر

(۱)

جماعت احمدیہ فیروزپور حکومت افغانستان کے دو احمدیوں کو صرف اختلاف مذہب کی بنا پر سنگسار کرنے اور ایک جماعت کثیر کو جو تیس نفوس پر مشتمل ہے بظاہر سنگساری کی نیت سے قید کرنے پر سخت افسوس اور نفرت کا اظہار کرتی ہے۔ اور حکومت مذکور کے اس فعل کو ظالمانہ۔ متعصبانہ اور شریعت اسلام کے خلاف خیال کرتی ہے۔ اور یہ جماعت حکومت افغانستان کو متنبہ کرتی ہے کہ اس کا یہ شنیع فعل انشاء اللہ جماعت احمدیہ کو اشاعت حق سے ہرگز نہیں روک سکیگا۔ اور اس کو ناظر امور عامہ قادیان کے تار دربارہ تنازعی مسائل پر گفتگو کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے اور نیز باتفاق رائے قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی کاپیاں برائے اشاعت پریس میں بھیجی جاویں۔

(جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ فیروزپور)

(۲)

(۱) انجمن احمدیہ سٹروعہ نہایت افسوس کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ کہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ افغان گورنمنٹ نے آزادیٔ مذہب کا اعلان کرنے اور حریت ضمیر کا وعدہ دینے کے بعد ہمارے محترم بھائی نعمت اللہ خاں کو محض احمدی ہونے کے سبب سنگسار کر دیا۔ اس کے بعد ان دنوں میں دو اور احمدی سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ اس فعل کو جو گورنمنٹ افغان کابل نے کیا ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۲) جو احمدی جیل خانہ کابل میں ہیں۔ ان کے لئے دعا کرتی ہے۔ کہ امیر کابل کے وحشیانہ فعل سے خدا تعالےٰ محفوظ رکھے۔

(۳) دعا کرتی ہے۔ کہ خداوند کریم امیر کابل کو صراط مستقیم دکھائے۔ اور احمدیت کو کابل میں کثرت سے پھیلائے۔

(عبدالعزیز سیکرٹری انجمن احمدیہ سٹروعہ)

(۳)

جماعت احمدیہ بہاولنگر اور ایس۔ پی۔ ریلوے کے متفرق مقامات کے احمدی احباب نے ذیل کی قراردادیں دربارہ حکومت کابل کے ظالمانہ فعل پر بطور پروٹسٹ پاس کی ہیں۔

(۱) حکومت کابل یکے بعد دیگرے احمدی مظلوموں کو محض مذہبی اختلاف پر جو سنگساری کی وحشیانہ سزا دے رہی ہے۔ ہم تمام اس ناپسندیدہ فعل پر بطور احتجاج اظہار نفرت و ملامت کرتے ہیں۔ کیونکہ حکومت کابل کی تجویز کردہ رجم کی سزا اسلامی تعلیم سے کوسوں دور اور خلاف از انسانیت ہے۔ جماعت احمدیہ حکومت افغانی کو یقین دلاتی ہے۔ کہ جو سچائی اور پاک طینتی اور ثابت قدمی احمدیوں نے اپنے ہادی برحق مسیح موعودؑ سے پائی ہے۔ اس متبرک سچائی اور پاک طینتی اور ثابت قدمی کو حکومت افغان اپنی ناہنجار پالیسی سے کبھی بھی کچل نہ سکے گی۔ چہ جائیکہ مظلوموں پر کتنی بھی سختی روا کیوں نہ رکھی جائے۔ انشاء اللہ احمدی وجود خدا کی راہ میں قربان ہونے کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اپنے مولا کی رضا اور خوشنودی پانے میں شہادت کا رتبہ پائیں گے۔ اور کوئی سختی اور دنیا کی کوئی مصیبت انہیں اپنی ثابت قدمی سے ذرہ بھر نہیں ہٹا سکے گی۔ مگر ہاں کابل کی حکومت کے ایسے بزدلانہ فعل جو درندگی سے بھی بدتر ہیں۔ یقیناً یقیناً قیامت تک مورد الزام بنے رہیں گے۔

(۲) شہیدان ملت کے لئے جنہیں کابل کی سنگدل حکومت نے سنگسار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ان سب تمام متبرک اور باعث رشک وجودوں کے لئے ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان شہیدوں کو اپنے قرب و جوار میں اور بہشت از بہشت اور بلند در بلند مقام فردوس عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

(۳) حکومت کابل نے تیس اور احمدی وجودوں کو صرف احمدیت کی وجہ سے سنگسار کرنے کے لئے قید کر لیا ہے۔ اس پر ہم تمام مہذب دنیا کے امن پسند افراد سے مؤدبانہ اپیل کرتے ہیں۔ کہ ان تیس قیمتی جانوں اور ان کی پاک اور معصوم زندگیوں کے بچانے کی سعی اور پوری پوری ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں۔

(۴) ہم حضور وائسرائے ہند سے مؤدبانہ استدعا کرتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ کابل مظلوم احمدیوں کو خدا کی عطا کردہ زمین پر امن سے زندگی اس سنگلاخی جگہ پر بسر نہیں کرنے دیتی۔ تو خدارا۔ حضور عالی۔ اپنے وقار سے کام لے کر ان غریب اور بیکس دبے پر احمدیوں کو اپنی اپنی جانیں بچا کر وہاں سے نکل آنے کی پوری اجازت دلا دیں۔

(شیخ فضل حق احمدی سکرٹری احمدیہ کمیونٹی بہاولنگر ریاست بہاولپور)

انجمن احمدیہ پشاور کا ریزولیوشن

انجمن احمدیہ پشاور تمام شمال مغربی سرحدی صوبہ کے احمدیوں کی مرکزی۔ اور نمائندہ جماعت ہونے کی حیثیت سے پنجاب یونیورسٹی کے اس تجویز کو تمام مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک اور تکلیف دہ متصور کرتی ہے۔ جو اس نے مشرقی علوم کے ڈگری یافتہ منشی فاضل مولوی فاضل طلبا کی اس رعایت کو مسترد کر دینے کے حق میں کی ہے۔ جس سے فائدہ اٹھا کر وہ انٹرنس اور ایف اے اور بی اے وایم۔ اے کی ڈگریاں محض ایک انگریزی مضمون کا امتحان دے کر حاصل کر لیا کرتے تھے۔ اور افسران یونیورسٹی سے

[illegible] (سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور)

مظالم کابل پر معزز معاصرین کی آراء

(۱)

"حکومت افغانستان کے خلاف پروٹسٹ کرنا چاہیئے"

"معزز ہمعصر ریاست مورخہ ۲۸ فروری لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہم گذشتہ نمبر میں اس وحشیانہ ظلم کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ جو حکومت افغانستان نے فرقہ احمدیہ کے ساتھ روا رکھا ہے اگر مذہبی رواداری کا اقتضا یہی ہے۔ تو ہم نہیں جانتے۔ کہ تعصب و منافرت کی تعریف کیا ہوگی۔ خدانخواستہ اگر دیگر حکومتیں بھی اس معاملہ میں افغانستان کی تقلید پر کمربستہ ہو جائیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ قلیل جماعتوں کیلئے دنیا میں کوئی ٹھکانہ باقی نہ رہے گا۔

کابل میں تین اشخاص کی سنگساری کا حال ہمارے ناظرین پر واضح ہو چکا ہے۔ احمدی اخبارات راوی ہیں۔ کہ تیس اور احمدی جیل میں ہیں۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ وہ بھی سنگسار کئے جائیں گے۔ مگر احمدیوں پر یہ ظلم کیوں۔ اگر معتقدات میں اختلاف ہے۔ تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں ٹھہرتا۔ کہ ان غریبوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اگر حکومت افغانستان کو منظور نہیں ہے۔ کہ اس کی حدود سلطنت میں کوئی احمدی سکونت اختیار کرے۔ تو اپنے قانون میں اس کی گنجائش رکھی ہوتی۔ اگرچہ اس قسم کا قانون بھی اتنا ہی قابل نفرت ہوتا۔ جتنا حکومت افغانستان کا یہ ظالمانہ فعل قابل نفرت ہے۔

اخبارات سے یہ معلوم کر کے اطمینان ہوتا ہے۔ کہ سردار فرقہ احمدیہ نے حکومت افغانستان کے اس ظلم پر مجلس اقوام کو توجہ دلائی ہے۔ احمدی فرقہ کا تعلق حکومت ہند سے ہے۔ ہماری رائے میں حکومت ہند کو مناسب ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور مجلس اقوام کو مجبور کرے۔ کہ حکومت افغانستان کے اس ظالمانہ رویہ پر مناسب کارروائی عمل میں لائی جاوے۔ ضرورت ہے کہ تمام ملک متفقہ آواز سے افغانستان کے اس ظالمانہ فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے۔"

(۲)

"ایک اور سنگساری"

اس عنوان سے دی مسلمان کلکتہ (انگریزی اخبار) ۲۷ فروری کے اشو میں لکھتا ہے:۔

ہم نے اپنی دہفتہ وار ایڈیشن) گذشتہ ۲۶ر ستمبر کی اشاعت میں امیر افغانستان کے اس فعل کو جو اس سے مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کو محض اختلاف عقائد کی وجہ سے سنگسار کرنے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ نہایت مجرمانہ فعل قرار دیا تھا۔ اور امید ظاہر کی تھی۔ کہ افغانستان آئندہ اپنے آپ کو متعصب اور آزادی ضمیر نہ دینے والا کہلانے سے بچے گا۔

لیکن ہماری تمام امیدیں پاش پاش ہو گئیں۔ جبکہ حال ہی کے ایک پیغام سے جو کابل سے آیا ہے ظاہر ہوا کہ افغان تعصب کے نتیجہ میں پھر دوبارہ دو قادیانی دوکانداروں کو محض اختلاف عقائد کی بنا پر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ۹۵ سپاہیوں کی موجودگی میں ۱۱ر فروری کو سنگسار کر دیا گیا ہے۔

ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ امیر نے حالات سے مجبور ہو کر ایسا کیا ہے یعنی اسے کابل کے متعصب ملاؤں کو خوش کرنے کے لئے ایسا فعل کرنا پڑا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ نام نہاد دینی علماء یعنی (ملاؤں کی جماعت) تمام دنیا میں مسلمانوں کے تنزل کا موجب ہوئے ہیں۔

یہ مظالم پیغمبر اسلام اور مذہب کے نام پر کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے یہ مناسب وقت ہے۔ کہ مسلم پریس نہایت زور کے ساتھ افغانستان کے اس غیر اسلامی فعل کے خلاف اخلاقی جنگ کرے۔ لکھنؤ کے اخبار Sooooo s نے جو کہ ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ اس فعل کا ذکر نہایت نفرت انگیز الفاظ میں کیا ہے۔ اور ہمعصر ہمدرد بھی جس کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد علی صاحب ہیں اس کے خلاف نہایت پر زور سلسلۂ مضامین شائع کر رہے ہیں۔ اسلام ہر ایک شخص کو مذہبی آزادی دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت لا اکراہ فی الدین سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ مذہب میں کسی قسم کی زبردستی نہیں۔ جب کبھی کسی مسلمان کے خلاف فتویٰ موت جاری ہوا ہے۔ تو وہ کسی پولٹیکل جرم کی بنا پر ہوتا تھا۔ یا ان وجوہ کے باعث جن کو موجودہ مہذب دنیا قابل سزائے موت قرار دیتی ہے پیغمبر اسلام نے کبھی بھی مرتد کے خلاف فتویٰ موت جاری نہیں فرمایا۔ یہ درست ہے۔ کہ بعض مرتدین مختلف اوقات میں قتل کئے گئے۔ لیکن وہ ارتداد کے جرم میں قتل نہیں کئے گئے۔ کیونکہ کبھی بھی کوئی فتویٰ موت نبی اسلام کی زندگی میں مرتد کے حق میں صادر نہیں ہوا۔ یہ ظلم کی بات ہے۔ کہ ہندوستان میں بعض لوگ افغانستان کے اس فعل کی بعض غلط روایات کی بنا پر تائید کر رہے ہیں۔

ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ افغانستان کی یہ کارروائی غیر مسلموں کے دل میں یہ اثر پیدا کر رہی ہے۔ کہ اسلام مذہبی آزادی کے خلاف ہے۔ حالانکہ حقیقت الامر میں یہی ایک مذہب ہے۔ جو کہ مذہبی آزادی کا حامی ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ افغانستان اپنی اصلاح کرے گا۔"

مختصر ضروری خبریں

لنڈن۔ ۲۵ فروری:۔ ۲۸ر فروری کو آنریبل مسٹر سید امیر علی کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند کی مسٹر کارٹر کی اکیلی دختر فرخندہ اختر سے شادی ہو گی۔

دہلی۔ ۲۵ر فروری:۔ نواب دیر کے بڑے لڑکے نے عنان حکومت سنبھال لی ہے۔ لیکن اس کا چھوٹا بھائی اس کا مخالف ہو گیا ہے۔ اور وہ موجودہ نواب کے ساتھ لڑائی کرنا چاہتا ہے۔

راولپنڈی ۲۷ فروری۔ راؤ کے صوبہ میں نجوری کے مقام میں ایک تیل کے ذخیرہ میں آگ لگ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک زبردست دھما کا ہوا۔ ۰۰ ا آدمی ہلاک ہو گئے اور چھ سو اشخاص زخمی ہوئے۔ تین ہزار مکانات برباد ہو گئے۔

برلن یکم مارچ۔ جرمن جمہوریہ کا صدر ہر ایبرٹ فوت ہو گیا۔

کولمبو ۲۶ر فروری۔ مصر کا جہاز لنکا کے راستہ میں طوفان باد و باراں کی مصیبت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ کوئی سو ٹن گیہوں سمندر میں پھینکنا پڑا۔

یہ افواہ سراسر بے بنیاد ہے۔ کہ حکومت پنجاب ملک میں بنگال کے جابرانہ قانون کی طرح کا کوئی قانون نافذ کرنا چاہتی ہے۔

قسطنطنیہ ۲۵ر فروری۔ ترکی میں تجویز پیش ہوئی ہے کہ بغاوت کے قانون میں یہ اضافہ کیا جائے۔ کہ سیاسی اغراض کے لئے جو شخص مذہبی امور یا مقدس واقعات کو استعمال کرے اسے سزا دی جا سکے۔

لنڈن ۲۶ر فروری۔ پریوی کونسل نے لگا وغیرہ کا اپیل نامنظور کر دیا۔ لارڈ ہارڈن فیصلہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ملزمان کے ساتھ جو کارروائی کی گئی ہے۔ اس میں کوئی بے ضابطگی یا غیر آئینی بات نہیں ہے۔

لاہور ۲ مارچ کوئی ڈیڑھ سال کی طویل مدت کے بعد اس مقدمہ کا فیصلہ ہوا ہے۔ جس کو ببر اکالیوں کا مقدمہ کہتے تھے۔ اور

اشتہارات

بعدالت خاں ذکاء الدین خاں صاحب ایم۔ اے ایم بی ایس سی جج درجہ دوم عدالت خفیفہ امرتسر

میاں نظام الدین ولد نبی بخش جٹ سکنہ امرتسر کٹرہ گھنیاں مدعی

بنام شیخ فیروز الدین سوداگر قوم شیخ سکنہ پھاٹک کوٹ بڑا بازار مدعا علیہ

دعوے ۱۲-۱۹۷

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی سے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۲۵-۳ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی یا جوابدہی مقدمہ مذکور کی نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ آج بتاریخ ۲۵-۲-۲۰ بثبت دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم